تمہاری کامیابی کا گُر تقویٰ ہے

(فرمودہ ۱۹-مارچ ۱۹۱۵ء)

تشہد' تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

يَاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ [1]-

اس کے بعد فرمایا:-

انسان کو اپنی زندگی کے راستہ میں بہت سی مشکلات' بہت سی تکلیفیں اور بہت سی رکاوٹیں پیش آتی ہیں کیونکہ وہ تمام نتائج جو انسانوں کے کاموں کے نکلتے ہیں' زمانۂ آئندہ سے تعلق رکھتے ہیں اور آئندہ کا علم کسی کو ہوتا نہیں اس لئے انسان کیلئے زندگی بسر کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ اندھیرے میں کوئی شخص کسی چیز کے پکڑنے کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ چیز کہاں ہے اور میرا ہاتھ کدھر جارہا ہے۔ یہی حال انسان کے کاموں کا ہے' وہ سمجھتا ہے کہ مَیں روشنی میں کام کررہا ہوں' وہ جانتا ہے کہ مَیں سورج کی روشنی میں دیکھ بھال کر کام کررہا ہوں اور وہ خیال کرتا ہے کہ اُجالے میں میرا کام ہورہا ہے مگر دراصل وہ اندھیرے میں' ظلمت میں اور تاریکی میں کام کررہا ہوتا ہے۔ پس چونکہ انسان کے تمام کاموں کی غرض نتائج مرتب کرنا ہوتی ہے اور نتائج آئندہ سے تعلق رکھتے ہیں اور آئندہ کا علم انسان کو ہوتا نہیں اس لئے اس کے تمام کام ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے اندھیرے میں کوئی کام کررہا ہو اور نہ جانتا ہو کہ مجھے کیا پیش آنے والا ہے۔ جب یہ صورت ہو تو سوال ہوسکتا ہے کہ پھر انسان

کیلئے اپنے کاموں میں کامیاب اور بامراد ہونے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگو! آؤ ہم تمہیں تدبیر بتاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ۔ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اسی کی خشیت کو دل میں جگہ دو اور خوفِ الٰہی اپنے دلوں میں پیدا کرو' یہی تمہاری کامیابی کا گُر ہے۔

تقویٰ اللہ کہنے کو تو چند لفظ ہیں جو آسانی سے کہے جاسکتے ہیں لیکن عمل میں تقویٰ ایک نہایت ہی مشکل بات ہے۔ ایک بزرگ نے تقویٰ کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ ایک شخص نے کھلے کھلے کپڑے پہنے ہوئے ہوں جو اِدھر اُدھر لٹکتے جارہے ہوں اور اس نے ایک ایسے تنگ راستہ سے گزرنا ہو جس سے صرف ایک ہی شخص گزر سکتا ہے اور اس راستہ کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں جن کے کانٹے قدم قدم پر اس کے کپڑوں کو کھینچتے ہوں ایسی جگہ سے جس طرح یہ شخص اپنے تمام کپڑے سمیٹ کر صحیح و سلامت گزر جاتا ہے اور اپنے کپڑوں کو پھٹنے نہیں دیتا' اسی طرح وہ شخص جو اپنی زندگی میں دنیا کی تمام آلائشوں اور تمام گندوں اور تمام ناپاکیوں سے گزر جائے اور اپنے کپڑوں کو ناپاک نہ ہونے دے اس کا نام تقویٰ اللہ ہے۔ پس کہنے کو تو یہ فقرہ آسان ہے مگر درحقیت نہایت مشکل ہے اور اس راستہ پر چلنا ہر ایک انسان کا کام نہیں ہے کیونکہ اس کے حصول کیلئے انسان کو بہت سی کوششوں اور ریاضتوں کے کرنے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن جو شخص ہمت کرتا ہے وہ ضرور کامیاب بھی ہوجاتا ہے۔ اور صرف یہی ایک طریق ہے جس سے انسان دنیا میں اپنے کاموں اور ارادوں میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ اے مومنو! متقی بن جاؤ۔ اس بزرگ نے تقویٰ کے معنے بہت درست کئے ہیں۔ تقویٰ کے معنی بچاؤ کرنے کے ہیں۔ انسان کا نفس جسم ہے پاکیزگی اور طہارت اس کا لباس ہے اور دنیاوی پلیدیاں اور گندگیاں کانٹے ہیں جو ہر وقت پاکیزگی اور طہارت کے لباس کو پھاڑنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ انسان کا یہ کام ہے کہ اپنی ساری زندگی میں اس راستہ سے صحیح و سلامت گزرنے کی کوشش کرے اور اس کو ایک تنگ راستہ سمجھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس راستہ کو تلوار سے مشابہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تلوار کی دھار کی طرح تیز ہے اور اس کا نام آپ نے پُل صراط رکھا ہے [۲]۔ گویا کہ یہ جہنم اور بہشت کے اوپر کا راستہ ہے جس پر انسان چل رہا ہے اور اتنا باریک اور تنگ ہے کہ انسان کو اس پر چلنے کیلئے ساری توجہ اور ساری کوشش سے کام لینا پڑتا ہے۔ اگر کسی نے ان

بازی گروں کو دیکھا ہے جو رسہ پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں اور اپنے پاؤں سے سینگ باندھ کر اور سینگ کی نوک رسہ پر ٹیک کر چلتے ہیں تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ کیسی عمدگی سے اپنے پیروں کو رکھتے اور کس خوبی سے اپنے وزن کو برابر رکھتے ہیں نہ اِدھر گرتے ہیں نہ اُدھر گرتے ہیں۔ یہی حال متقی کا ہے اس کو بھی اسی طرح احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے کیونکہ دنیا میں ہی تقویٰ کی راہ اس کیلئے بہشت کا موجب ہوتی ہے اگر کوئی اس راستہ سے ذرا ادھر ہوجائے تو وہ جہنم کے گڑھے میں گر پڑتا ہے۔ تو جس طرح بازیگر چند پیسوں کیلئے رسہ پر اعتدال اور کوشش سے چلنے کی مشق کرتا ہے اور پھر اس پر چلتا ہے اسی طرح مومن کا کام ہے کہ وہ اپنے نفس کو بچاتا ہوا اعتدال سے زندگی بسر کرے اور تقویٰ کے راستہ سے ذرا اِدھر اُدھر نہ سرکے تاکہ جہنم کے عمیق گڑھے میں گرنے سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔ اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کروگے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تمہارے لئے فرقان پَیدا کردے گا۔ فرقان کیا ہے۔ اس کے کئی معنے ہیں۔ اول وہ چیز جو حق و باطل میں تمیز اور فرق کردے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے تقویٰ کرنے سے ایسی تدبیریں کی جائیں گی کہ جس بات پر تم قائم ہو اور جس صداقت کو تم پَیدا کرنا چاہتے ہو اللہ بڑی زور آور تائیدوں سے اس کو لوگوں پر ظاہر کردے گا اور اس طرح حق و باطل میں کھلا کھلا فرق ہوجائے گا۔ دوم فرقان کے معنے ایسے راستہ کے ہیں جس پر چل کر انسان مصیبتوں' تکلیفوں اور رنجوں سے نکل جائے یعنی اگر تم اللہ کیلئے تقویٰ اختیار کروگے تو وہ تمہارے لئے ایسا راستہ پَیدا کردے گا کہ تم ہر قسم کی مصیبتوں سے بچ کر نکل جاؤ گے۔ واقعہ میں ہر ایک کمزور کیلئے دنیا میں آرام سے رہنے کیلئے یہی ایک راستہ ہوتا ہے کہ وہ طاقتور کا سہارا لے۔ دیکھو ایک کمزور جو چارپائی سے قدم بھی اٹھا نہیں سکتا میلوں کا سفر اس طرح طے کرلیتا ہے کہ اس کے تندرست ساتھی اس کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ پس کمزور اور ناطاقت انسان کیلئے مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچنے کا یہی طریق ہے کہ وہ طاقتور کا سہارا لے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا اے مومنو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کروگے تو وہ آپ تمہارے لئے مصیبتوں سے بچنے کا راستہ نکالے گا اور تمہیں خود اٹھا کر ہلاکت کے گڑھے سے پار کردے گا اور وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپ دے گا۔ انسان میں بہت سی کمزوریاں ہوتی ہیں اور اس کے پچھلے گناہ اس کے راستہ میں حائل

ہو کر گمراہ کردیتے ہیں اس لئے فرمایا کہ اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تو نہ صرف یہ ہوگا کہ خدا تمہیں آنے والی مشکلات اور مصائب سے بچالے گا بلکہ تمہیں صداقت کے راستہ سے جو حرصیں اور گناہ روکنا چاہیں گے ان سے بھی محفوظ رکھے گا اور تمہاری پہلی بدیوں کو ڈھانک دے گا۔ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا۔ یعنی بدیوں کا ڈھانپنا یہ نہیں ہوگا کہ ان پر پردہ ڈال دے گا اور نہ یہ کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کردے گا تاکہ ان کے سامنے ذلّت اور رُسوائی نہ ہو بلکہ ان گزشتہ بدیوں اور گناہوں کے بدنتائج سے تمہیں بچالے گا وَ اللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ اور یہ تو معمولی باتیں ہیں جو متقیوں کیلئے بیان کی گئی ہیں ورنہ اللہ تو بہت کچھ رکھتا ہے۔

یہ جو متقیوں کیلئے تین انعام بیان کئے گئے ہیں۔ اول یہ کہ ہر مشکل سے بچائے جائیں گے۔ دوم یہ کہ ان کے گناہوں کو ڈھانپ دیا جائے گا اور سوم یہ کہ ان کے گناہوں کو عفو کیا جائے گا۔ یہ اس دنیا کے لحاظ سے بیان کردیئے گئے ہیں ورنہ جو کوئی متقی ہوگا اس کیلئے ہمارے پاس بہت بڑے بڑے انعامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتْ [۳] - کہ نہ کوئی آنکھ ہے جو ان کو دیکھ سکے اور نہ کوئی کان جو ان کے متعلق سن سکے یہی وجہ ہے کہ نہ خدا تعالیٰ کے انعام الفاظ میں بیان کئے جاسکتے ہیں اور نہ سزا ہی بیان ہوسکتی ہے کیونکہ انسانی لغت محدود ہے۔ مثلاً درد کا ایک لفظ ہے۔ قولنج کی تکلیف ہو تو اسے بھی درد ہی کہیں گے اور اگر کانٹے کی تکلیف ہو تو اسے بھی درد ہی کہیں گے اور دیوانہ کتے کے کاٹے کی تکلیف کا نام بھی لغت درد ہی رکھتی ہے حالانکہ کانٹے کا درد اَور ہے۔ قولنج کا درد اَور ہے اور کتّے کے کاٹے کا اَور' اور ان میں بہت بڑا فرق ہے۔ الفاظ ان دردوں کو زیادہ سے زیادہ ان الفاظ میں ادا کرسکتے ہیں کہ "بہت ہی سخت درد"۔ مگر جس شخص پر کسی درد کی حالت گزرتی ہے وہی اس کی اصلیّت سے واقف ہوسکتا ہے۔ دوسرا جس کو درد نہیں ہے اس تکلیف کو اپنے قیاس میں بھی نہیں لاسکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آرام اور راحت انسان کو ملتی ہے دنیا نے اس کا آرام اور راحت ہی نام رکھ دیا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ دھوپ سے سائے میں جانے سے بھی آرام ہوتا ہے مگر الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے آرام اور دوسرے آرام میں کوئی فرق نہیں بتاتے اور نہ الفاظ اس آرام کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے ادا کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم

تمہیں اور کیا کیا بتائیں- تمہاری زبان میں الفاظ تو ہیں نہیں جن سے تمہیں سمجھادیا جاوے اس لئے ہم تمہیں ایک ہی بات بتادیتے ہیں اور وہ یہ کہ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ- اللہ بڑے فضلوں والا ہے وہ تمہیں وہ کچھ دے گا جس کے سمجھنے کی بھی اس وقت تمہیں طاقت نہیں ہے-

پس خوب یاد رکھو کہ دنیا کی تکلیفوں سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ انسان متقی ہوجائے- بہت نادان ہے وہ شخص جو فروع کی طرف دوڑتا ہے اور اصول کر ترک کرتا ہے- اگر کسی شخص کے پاس صرف ایک گلاس پانی کا ہوتو وہ پیاس کے خطرہ سے مطمئن نہیں ہوسکتا کیونکہ اس گلاس کے پی لینے کے بعد جب اسے پیاس لگے گی تو اس کے پاس کچھ نہ ہوگا- بلکہ اس کے پیاس سے بچنے کا یہ ذریعہ ہے کہ کنویں کے پاس چلا جائے' پھر اسے پیاس کا کوئی ڈر نہیں رہے گا- دیکھو جنگلوں اور بیابانوں میں رہنے والا انسان پانی کی دور دور تلاش کرتا رہتا ہے اور بڑی تکلیف اٹھاتا ہے لیکن جن شہروں میں لوگوں کے گھروں میں نلکے لگے ہوتے ہیں یا کنویں موجود ہوتے ہیں ان کو پانی کے حاصل کرنے کیلئے کچھ بھی تکلیف نہیں ہوتی- پس دانا انسان کا کام یہ ہے کہ بجائے پانی کا ایک گلاس اپنے پاس رکھنے کے چشمہ کو تلاش کرکے اس کے پاس بیٹھے اور بجائے ایک دو پھلوں کو تلاش کرنے کے پھلدار درخت کی تلاش کرے- لوگ سکھ اور آرام حاصل کرنے کیلئے مختلف تدبیریں کرتے ہیں- کوئی علم پڑھتا ہے' کوئی دولت جمع کرتا ہے' کوئی عزت حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے' کوئی ہنر سیکھتا ہے اور کوئی کسی اور طریقہ سے آرام حاصل کرنا چاہتا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ دنیا کے سُکھ اور دُکھ ہزاروں قسم کے ہیں ان کیلئے انسان اپنی کوشش سے کامیاب نہیں ہوسکتا- مثلاً ایک انسان ایک ہنر اور پیشہ اس لئے سیکھتا ہے کہ مَیں اس کی وجہ سے تکالیف سے بچ جاؤں گا لیکن کل اس پیشہ میں مرورِ زمانہ کی وجہ سے کوئی ایسا نقص پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ چلتا نہیں مثلاً پہلے زمانہ میں کپڑا بُننے کا ہنر سیکھا جاتا تھا جو بہت عمدہ بھی تھا لیکن اب مشینوں کے نکل آنے کی وجہ سے وہ باطل ہوگیا ہے اور ہندوستان کے لاکھوں جولاہوں کا کام رُک گیا ہے- کیوں؟ اس لئے کہ مشینوں کا مقابلہ جولاہے کہاں کرسکتے ہیں- اسی طرح دیکھو طِبّ ایک ایسا پیشہ تھا جس کے بدلنے کا کسی کو خیال بھی نہ تھا مگر اب اس میں بھی نقص پیدا ہوگیا ہے- ہندوستان میں یونانی طب تھی جب اس سے بڑھ کر ڈاکٹری آگئی تو اب اسے کوئی پوچھتا بھی

نہیں- اور وہی طبیب جن کے دروازے پر ہاتھی جھوما کرتے تھے' اب کھانے کیلئے مارے مارے پھرتے ہیں- تو آج انسان کوئی تدبیر نکالتا ہے' کل اس سے بڑھ کر تدبیر نکل کر پہلی کو بے کار کردیتی ہے- یہی حال مصیبتوں اور تکلیفوں کا ہے-

اگر ایک انسان کسی کی دیوار میں سوراخ کردے اور وہ دیوار والا اس سوراخ کو بند کردے تو وہ دوسری جگہ سے کردے گا اس لئے اس کی شرارت سے بچنے کا یہی ذریعہ ہے کہ اس شخص کو پولیس مین کے حوالہ کیا جاوے تاکہ کسی اور جگہ سے اس کے سوراخ کرنے کا خطرہ نہ رہے- تو ایک ایک چیز جو انسان حاصل کرتا ہے اور ایک ایک رستہ جس سے وہ دکھوں اور تکلیفوں سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اس کیلئے کامل سُکھ اور کامل راحت کا باعث نہیں ہوسکتا- اس کیلئے ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ جس کے قبضہ' جس کے حکم اور جس کے اشارے میں سکھ اور دکھ ہے اس سے انسان دوستی پیدا کرلے پھر اس کیلئے کوئی ڈر کوئی خوف اور کوئی غم نہیں ہوسکتا- وہ انسان جو یہ کوشش کرے کہ مجھے ایک پیسہ مل جائے اگر وہ اس سے ملنے کی کوشش کرے جو پیسوں کے بنانے والا ہے اور وہ اسے مل بھی جائے تو پھر اسے کیا پرواہ رہتی ہے- پس حقیقی آرام اور آسائش حاصل کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان خداتعالیٰ سے تعلق پیدا کرلے- جب اس سے تعلق پیدا کرلے گا تو پھر سب کچھ اپنے آپ ہی اس کا مطیع اور فرمانبردار ہوجائے گا- مجھے یہ قصہ ہمیشہ یاد آکر مزا دیا کرتا ہے کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس یہ شکایت لے کر گیا کہ مَیں نے شہر کے قاضی صاحب کے پاس روپے بطور امانت رکھے تھے لیکن اب مانگنے پر دیتے نہیں- میں نے انہیں معتبر سمجھ کر کوئی گواہ بھی نہیں رکھا تھا- بادشاہ نے سوچا کہ اگر میں قاضی صاحب کو یہاں بُلوا کر پوچھوں گا تو وہ انکار کردیں گے اور ان کے روپے لینے کا کوئی ثبوت ہے نہیں' اس لئے مشکل ہوگا- قاضی صاحب سے کسی تدبیر سے روپے وصول کرنے چاہئیں- بادشاہ نے تدبیر یہ کی کہ اس شخص کو کہا کہ کل جب میرا جلوس بازار سے نکلے تو تم قاضی صاحب کے مکان کے قریب بیٹھ جانا- مَیں وہاں آکر تم سے باتیں کروں گا اور تم نے گھبرانا نہیں- دوسرے دن جب بادشاہ کا جلوس نکلا تو قاضی صاحب کے مکان کے قریب جاکر بادشاہ نے اس سے کچھ باتیں کیں اور پھر چلا گیا- بادشاہ کے جانے کے بعد قاضی صاحب اُسے کہنے لگے- بھئی تم نے کَل کچھ امانت کا ذکر کیا تھا- کچھ نشان بتاؤ تاکہ مَیں اس کی نسبت سوچ کر بتاسکوں- اس نے وہی نشان جو پہلے دن بتائے تھے'

بتادیئے- قاضی نے روپیہ نکال کر اس کے حوالے کیا اور کہا کہ پہلے تم نے کیوں نہ مجھے یہ باتیں بتائیں تاکہ مَیں اُسی وقت تمہیں روپیہ دے دیتا- تو اس طرح اس کا روپیہ وصول ہوا کہ وہ بادشاہ کا دوست تصور کیا گیا- اب رعایا کی مجال نہیں تھی کہ اس کی مخالفت کرتی- پس جو شخص خدا تعالیٰ سے دوستی پیدا کرلے پھر خدا کی مخلوق کی طاقت نہیں کہ اس کو دکھ دے سکے-

پس اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جب بادشاہ سے تعلق ہوجائے تو پھر رعایا کی مجال نہیں کہ اس کا مقابلہ کرسکے- خدا تعالیٰ سے بڑا بادشاہ کون ہوگا اور بادشاہوں کی اس کے سامنے ہستی ہی کیا ہے وہ ایک سیکنڈ میں ان کی جان نکال لے تو وہ کچھ بھی نہ کرسکیں- ان کے پاس بڑے بڑے لائق اور قابل ڈاکٹر بیٹھے کے بیٹھے رہ جاتے ہیں کہ موت کا فرشتہ اپنا کام کرجاتا ہے- ان بادشاہوں کے پاس جو کچھ ہے خدا تعالیٰ ہی کی عطا اور بخشش ہے- جب ان کے دوستوں اور تعلق رکھنے والوں کو کوئی دُکھ نہیں دے سکتا تو خالق سے تعلق رکھنے والوں کو مخلوق کے دکھ دینے کی کیا مجال ہے- جب خالق مہربان ہوجائے تو مخلوق خود بخود گردن جھکا دیتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم ہمارا تقویٰ اختیار کرو گے تو ہم تمہارے لئے آسانیوں کے دروازے کھول دیں گے اور کوئی مشکل' کوئی مصیبت اور کوئی دکھ تمہیں نہ پہنچ سکے گا- کیونکہ خدا آپ تمہاری مدد کرے گا اور تمہاری گذشتہ بدیوں کو ڈھانپ دے گا اور گناہوں کو بخش دے گا اور یہ کیا وہ تو تم پر بڑے بڑے فضل اور انعام کرے گا کیونکہ وہ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ہے-

پس تم لوگ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو- اللہ تعالیٰ تمہیں متقی بنائے اور تقویٰ کے راستہ پر چلنے کی توفیق دے- اور باریک در باریک راہیں جو اس کی رضا ورغبت حاصل کرنے کی ہیں وہ بتائے اور اپنے پاک اور نیک بندوں کی راہوں پر چلائے اور اپنے فضل کے دروازے تم پر کھولے اور ہر قسم کی خفیہ در خفیہ اور باریک در باریک شرارتوں سے پاک کرکے اپنے راستباز بندوں میں شامل کردے- آمین ثم آمین-

(الفضل ۲۵-مارچ ۱۹۱۵ء)

۱؎ الانفال:۳۰

۲؎ بخاری کتاب التوحید باب قول اللّٰہ وجوہٌ یومئذ نَاضِرَۃٌ الی ربھا ناظرۃٌ-

۳؎ بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء صفۃ الجنۃ-